مودی، اور بھارتی جمہوریت کا مستقبل

پاکستانی نژاد مسلمان مبصرین کے لیئے چاہے وہ کتنے ہی معروضی کیوں نہ ہوں، بھارت کی سیاست، جمہوریت، اور اس کی شخصیات پر قلم اٹھانا بارودی سرنگوں سے بھرے ہوئے راستہ سے گزرنا ہوتا ہے۔ اگر وہ بھارتی جمہوریت کی تحسین وستائش کرتے ہیں تو انہیں پاکستان میں طنزو طعنے برداشت کرنے پڑتے ہیں، بلکہ اکثر اوقات وہ پاکستان کے قانونی اداروں کی نظر میں بھی کھٹکنے لگتے ہیں اور ان کی پاکستان سے وفاداری پر شبہ بھی کیا جاتا ہے۔ اگر وہ بھارت کی سیاست یا اس کے سماجی نظام پر تنقید کرتے ہیں تو نہ صرف ان کے بھارتی نژاد دوست ان سے برگشتہ ہونے لگتے ہیں، بلکہ بھارت کے جاسوسی ادارے بھی انہیں اپنے نشانوں اور نگرانی میں رکھنے لگتے ہیں۔

اس کے باوجود وہ لوگ جو عالمی جمہوریت کے طالب علم ہیں، تمام مشکلات کو نظر انداز کرتے ہوئے، بھارتی معاملات پر معروضی تبصرہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ بھارت کے معاملے میں چند حقیقتیں بالکل واضح ہیں۔ وہ تعداد کے لحاظ سے دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت ہے، جہاں اس سال کے انتخابات میں کم از کم آٹھ سو ملین رائے دہندگان تھے۔ یہ انتخابات کئی ہفتوں کے عرصہ پر محیط تھے اور کہیں سے بھی عام طور پر دھاندلی یا تشدد کی خبر نہیں آئی۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ بھارت کے بانیوں نے خصوصاً انہوں نے جنہیں مغربی اصطلاح میں Founding Fathers کہا جاتا ہے اپنے عوام کے لیئے ایسے نظام کا خواب دیکھا تھا جس پر جاگیرداروں، سرداروں، شہزادوں، اور فوجی افسروں کا تسلط نہ ہو، بلکہ ایسا نظام جس میں عوام ذات پات اور مذہب کے تفرقوں سے دور باہمی امن وآشتی کی زندگی گزار سکیں۔ انہوں نے بار بار کے جمہوری عمل سے وہاں کے عوام کو جمہوریت کا عادی بنا دیا اور عوام کو سیاستدانوں کے احتساب کے لیئے تیار کیا۔

بھارت کے آئین کے تشخص کی تخلیق کرنے میں ''بابا صاحب امبیڈکر''، اور راجندر پرشاد کا نام ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، جنہیں بھارت کے عوام بابایانِ قوم میں شمار کرتے ہیں۔ سنہ انیس سو انچاس میں نافذ کیئے گئے بھارتی آئین کے بنیادی اصولوں میں یہ درج ہے کہ، ہندوستان ایک آزاد خود مختار، سوشلسٹ، سیکولر، جمہوریت ہوگا، جس میں، ہر شخص کو سماجی، معاشی، اور جمہوری انصاف میسر ہوگا، جس میں ہر شہری کو خیال، اظہار، عقیدہ، اور عبادت کی آزادی ہوگی۔ جس میں سب شہری برابر ہوں گے، اور انہیں مساوی مواقع حاصل ہوں گے۔ اس آئین کے تحت تمام شہریوں میں بھائی چارے، اور قومی یکجہتی کو فروغ دیا جائے گا۔

یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ سنہ انچاس کے بھارتی آئین میں عقیدہ اور مذہب کی آزادی کا اصول ہونے کے باوجود وہاں ۱۹۷۶ میں اس آئین میں ''سیکولر'' اور سوشلسٹ کی اصطلاحیں شامل کی گئیں۔ سیکولر نظام کا مطلب ساری دنیا میں مذہب اور ریاست کی علیحدگی سمجھا جاتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال امریکہ کا آئین ہے جہاں واضح طور پر لکھا گیا ہے کہ ریاست کا سربراہ کسی مذہب کو قائم نہیں کر سکتا اور نہ ہی شہریوں کو کسی بھی مذہب پر عمل کرنے سے روک سکتا ہے۔

دنیا کی کسی بھی بلوغت یافتہ جمہوریت کی طرح بھارت میں بھی شہریوں میں سیاسی اصولوں پر اختلاف رہتا ہے۔ اور ہر جمہوریت کی طرح یہاں بھی سیاسی جماعتوں میں اقتدار حاصل کرنے کی جدوجہد جاری رہتی ہے۔ یہاں آزادی کے بعد سالہا سال تک 'کانگریس' واضح اکثریت حاصل کر کے حکومت کرتی رہی، اور کانگریس والے حکمرانی کو اپنا استحقاق سمجھتے رہے، جس کے نتیجہ میں اقربا پروری، کرپشن، اور بری حکمرانی کو فروغ ملنے لگا۔ رفتہ رفتہ عوام کی سماجی اور سیاسی نشو ونما کے ساتھ ساتھ بھارت میں کانگریس کا اثر کمزور ہونے لگا، اور کانگریس مخالف جماعتوں کا زور بڑھا۔ گزشتہ پچیس سالوں میں بھارت میں کانگریس اور اس کی مخالف جماعتوں کی اقلیتیں حکومتیں بننے لگیں۔ کانگریس مخالف جماعتوں میں سے بھارتیہ جنتا پارٹی، جو واضح طور پر ایک ہندو قوم پرست جماعت ہے، اور اس کی حلیف جماعتیں ہندو بنیاد پرستی کی بنیاد پر عوام میں مقبول ہوتی گئیں اور انہوں نے ۱۹۹۸ سے ۲۰۰۴ تک دوبار اقلیتی حکومتیں بنائیں۔

حالیہ انتخابات میں برس ہا برس کی مسلسل جدوجہد کے بعد بھارتیہ جنتا پارٹی BJP ایک مکمل اکثریتی جماعت کے طور پر منتخب ہوئی ہے۔ اس کی حلیف یا ہم خیال جماعتوں کی نشستوں کو ملا کر یہ جماعت اب کئی سال تک بلا روک ٹوک حکمرانی کر سکے گی۔ یہاں ایک بات ذہن میں رکھنا بہت ضروری ہے اور وہ یہ کہ گو BJP کو دو سو بیاسی نشستیں ملی ہیں، لیکن یہ جماعت کل ووٹوں کا صرف ۳۱ فی صد حاصل کر پائی ہے۔ اس کا تقابل اس حقیقت سے کیا جا سکتا ہے کہ ۱۹۶۷ میں جب کانگریس کو دو سو تراسی نشستیں ملی تھیں، جب اس کے ووٹوں کا تناسب تقریباً ۴۱ فی صد تھا۔ اس حقیقت سے ظاہر ہوتا ہے کہ گو بی جے پی ہندوستان میں تبدیلی کی لہر پر کامیاب تو ہوئی لیکن بھارتی ووٹ بری طرح سے بٹا ہوا ہے۔

ہم میں اکثر لوگ یہ جانتے ہیں کہ بی جے پی کے رہنما 'نریندرا مودی' اعلانیہ کہہ چکے ہیں کہ وہ ہندو قوم پرست ہیں، اور وہ بھارتی آئین میں لفظ سیکولر کو ایک بیرونی اصطلاح گردانتے ہیں۔ اسی طرح وہ بھارت کے پنڈت نہرو جیسے محترم رہنماؤں اور ان سب لوگوں کو جو سیکولر نظام کی حمایت کرتے ہیں، 'نام نہاد سیکولر' قرار دیتے ہیں۔ یہاں یہ بھی سمجھنا ضروری ہے کہ

بھارت میں ہندو قوم پرستی سے مراد 'ہندو مذہب کی شدت پرستی' ہے۔ اس کی کوئی اور تاویل یا تفہیم کرنا بے معنی ہے۔ دنیا بھر میں بڑھتی ہوئی مذہب قدامت پرستی کی طرح جس میں اسلامی اور انجیلی مسیحی قدامت پرستی پیش پیش ہے، بھارت میں بھی ہندو مذہبی قدامت پرستی نے رفتہ رفتہ شدت پرستی اختیار کر لی ہے۔ پاکستان میں مسلم شدت پرستی کے ردِّ عمل میں بھارت میں بھی ہندو مذہبی شدت پرست سخت گیر ہوتے گئے ہیں۔ پاکستان کی جانب سے کشمیر میں دخل اندازی اور خود بھارت میں مبینہ دہشت گردی کی وجہ سے BJP اور اس کے حلیف بھی جارحانہ شدت پرستی اختیار کر چکے ہیں۔ جس کے نتیجہ میں نریندرا مودی کے گجراتی دورِ حکومت میں دو ہزار سے زیادہ مسلمانوں کا قتل ہوا تھا اور سخت بربادی ہوئی تھی۔ گو عدالتوں نے نریندرا مودی کو اس قتل و غارت گری کا مجرم نہیں ٹھیرایا لیکن ساری دنیا کے ذہنوں میں ان کی اس ضمن میں ذمہ داری کے بارے میں کوئی شبہ نہیں ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب سے پہلے ان کو برطانیہ اور امریکہ کے ویزے دینے سے انکار کیا گیا۔

یہاں ہمیں یہ بھی سمجھنا چاہیے کہ مودی کی بی جے پی کی حلیف جماعتیں کون ہیں۔ بھارت میں ہندو قوم پرست اور ہندو مذہبی جماعتوں کا ایک گروہ 'سنگھ پریوار' ہے جس میں زیادہ تر شدت پسند ہندو جماعتیں شامل ہیں جن میں راشٹریہ سیوک سنگھ RSS، شیو سینا، بجرنگ دَل، اور دیگر سخت گیر جماعتیں بہت اہم ہیں۔ یہاں یہ بھی جاننا ضروری ہے کہ حالیہ بی جے پی ہندوستان کی ایک اور اہم جماعت 'مہا سبھا' سے نکل کر آئی ہے۔ یہ مہا سبھا اور RSS جیسی جماعتیں ہیں جن کی فکر یہ ہے کہ ہندوستان کے گاندھی اور نہرو جیسے رہنما، مسلمانوں کی چاپلوسی اور خوشامد میں مصروف رہے ہیں۔ انہی جماعتوں کے زیرِ اثر 'ناتھورام گوڈسے' نے مہاتما گاندھی کو قتل کیا تھا۔ RSS بھارت کی ایک نیم فوجی اور قوم پرست پرائیویٹ جماعت ہے جس نے منتخب وزیرِ اعظم نریندرا مودی کی تربیت بھی کی ہے۔

ہندوستان کی ایک اور نہایت سخت گیر بلکہ ایسی جماعت جس پر دہشت گردی کے الزام بھی لگ چکے ہیں، شیو سینا ہے۔ یہ بھی ایک سخت گیر ہندو قوم پرست جماعت ہے، جس پر بھارت کے کئی پر تشدد فرقہ وارانہ فسادات میں ملوث ہونے کا الزام لگتا رہا ہے۔ ان فسادات میں بھیونڈی اور بمبئی کے خوفناک فسادات شامل ہیں۔ اس پر بھارت میں میڈیا اور اخباروں پر حملے کرنے کا الزام بھی لگتا رہا ہے، اسی جماعت کی دھمکیوں اور کاروائیوں کے نتیجہ میں بھارت کے مایہ ناز مصور ایم ایف حسین M F Hussian کو جلا وطنی اختیار کرنا پڑی تھی، اور پھر ان کا پردیس ہی میں انتقال ہو گیا۔ شیو سینا بھی منتخب وزیرِ اعظم نریندرا مودی کی اہم حلیف ہے۔ یہ جماعت مودی اور بی جے پی کو سخت دباؤ میں رکھتی ہے۔ نریندرا مودی کی حلیف اکثر جماعتیں مسلم مخالف اور پاکستان مخالف رویہ رکھتی ہیں اور ان کا ہر حکومت سے یہی مطالبہ رہا ہے کہ وہ پاکستان کی مبینہ دہشت گردیوں کا منہ توڑ جواب دیں، اور بھارت میں رہنے والے مسلمانوں کے ساتھ نرم دلی ترک کریں۔ ان ساری حقیقتوں کی وجہ سے بھارت کے مسلمان اور دنیا کے دیگر سیکولر مزاج لوگ نریندرا مودی کے بارے میں ان شبہوں میں مبتلا رہتے ہیں کہ ان کے وزیرِ اعظم منتخب ہونے کے بعد ان کی حلیف سخت گیر جماعتیں انہیں بھارت کی دوسری بڑی مذہبی آبادی کے مفادات کے خلاف اکسایئں گی۔ اور وہ مستقبل کے کسی خوفناک فساد میں بھی مسلمانوں سے وہی بے اعتنائی برتیں گے جو انہوں نے گجرات کے فساد میں روا رکھی تھی۔

یہ بھارت کا آئین ہے جو اس ملک کی کسی بھی مذہبی اقلیت کو اپنے سیکولر کردار کی بنیاد پر تحفظ فراہم کرتا ہے۔ لیکن مودی اور ان کے حلیفوں کا اسرار ہے اور یہ بات ان کے منشور میں شامل ہے کہ وہ منتخب ہونے کے بعد آئین میں درج کردہ لفظ 'سیکولر' کے نئے معنی مرتب کریں گے۔ اس کے علاوہ وہ بھارت کے آئین میں جو بھارت کی جمہوریت کی بنیاد ہے، دیگر تبدیلیاں کرنے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں۔ اس وقت ان کے پاس جو اکثریت ہے اس کی بنیاد پر وہ جیسی چاہے بنیادی تبدیلی کر سکتے ہیں۔

مودی نے مسلمانوں کو اور دیگر اقلیتوں کو اطمینان دلانے کے لیئے کچھ کوششیں بھی کی ہیں جن کے نتیجہ میں بھارت کے معروف صحافی 'ایم جے اکبر' بھی بی جے پی میں شامل ہوئے ہیں۔ یہ وہی ایم جے اکبر ہیں جنہوں نے خود پنڈت نہرو کی اہم سوانح عمری لکھی تھی۔ اور یہ وہی مودی ہیں جو پنڈت نہرو کے سخت ترین مخالف ہیں۔ اس تلخ حقیقت کی روشنی میں ایم جے اکبر کا مودی کی جماعت میں شمولیت اختیار کرنا ایک کاغذی کاروائی لگتا ہے۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ مودی کی جماعت سے ایک بھی مسلم کامیاب نہیں ہوا ہے۔

موجودہ حقیقت یہ ہے کہ بھارت کے نئے وزیرِ اعظم نریندرا مودی، بھارت کے عوام کی سیاسی تبدیلی کی خواہش، کانگریس پارٹی کی بد نظمیوں اور خراب طرزِ حکومت، اور بھارتی معیشت میں ترقی کے وعدوں کی بنیاد پر عوام کے صرف اکتیس فی صد ووٹ کے باوجود پارلیمنٹ میں اکثریت سے کامیاب ہوئے ہیں۔ دنیا کا ان سے مطالبہ اور توقع ہے کہ وہ اپنا دھیان اور وقت بھارتی عوام کی معاشی اور سماجی ترقی پر لگایئں، اور ہر ایسے متنازعہ اقدام سے گریز کریں جس سے دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت بھارت کے بنیادی اصولوں اور نظام کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچے۔ بھارت کی جمہوریت کا احترام اس کی سیکولر بنیادوں پر ہے، ان میں کوئی بھی تبدیلی بھارت کا تشخص تبدیل کر دے گی۔